REGISTERED No. A 783

AKHBAR

OUDH PUNCH

جلد ہشتم

Volume, VIII

1923 LUCKNOW ۱۹۲۳

اودھ پنچ لکھنؤ

अखबार अवधपंच लखनऊ



مطبع ممتاز المطابع وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ سے باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین چھپ کر شائع ہوا۔

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولوی کرامت حسین صاحب جج ہائیکورٹ الہ آباد کے مجموعہ مضامین (مصنفات) جو ودناؤ قسیلہ اسے ہیں جنہوں نے اردو زبان کو علمی زبان بنا دیا ہے۔ ملک کے ہر ایک بچے کو پڑھنا چاہئے اور کام کا آدمی بنانا چاہئے اگر غور سے پڑھے تو زندگی کی قیمت سمجھ جائے۔

علم الاخلاق مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی ۔ اندو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیم میں شامل تھی۔ جلد قیمت مع محصول ڈاک ۔ ۸/

افراد کا سبب پیشہ ور کے مطالعہ کی ضرورت ۔ اردو ۔ ۱۲/

الدین اور الکول یعنی مذہب و سائنس اردو ۔ ۱۲/

اور عامہ ۔ عربی فلسفہ عقلی کا اردو ترجمہ ۔ ۱۲/

تاجر خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا۔

المشتہر :- منیجر اردو پنچ لکھنؤ

بالکل مفت

تعلیم یافتہ معزز پبلک

اشتہار

بخوبی واقف ہے کہ کارخانہ ہذا سے نئے سال کے شروع میں مختلف قسم کے نہایت دلچسپ مضامین والی کتابیں شائع ہو کر بالکل مفت تقسیم ہوا کرتی ہیں ۔۔۔

جناب بھی ان کتابوں کو ایک کارڈ ڈال کر بالکل مفت طلب فرما سکتے ہیں ۔ دیر ہرگز نہ کریں ۔ پتہ خط و کتابت کا یہ ہے ۔

جنرل مرچنٹ اینڈ میڈیکل ہال ڈاکٹر اعانت اللہ کوچہ گاو خوری امرتسر

عجیب و غریب جڑ اس ملک کی سوغات

چہرے کی کالی مرچوں کا آچار ہے۔ کھانے میں بیحد لذیذ اور مفید ہے کہ ہر قسم کے بخار اور تلی کی بیماری میں بے حد مفید ہے کہ ہزاروں روپیہ کی دوائیں اُنکے روبرو ناکارہ ہیں ۔ جگر کی کمزوری ۔ کھانسی ۔ پرانا قبض ۔ ریاحی پیٹ کا درد رہنا ۔ تبخیر ۔ درد شکم وغیرہ کا بہترین نسخہ معدہ کی تمام بیماریوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے ۔ ایسی عمدہ اور نایاب چیز کا ملنا مشکل ہے ۔ ہندو مسلمان وغیرہ سب قوم کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں ۔ مذہب کے برخلاف اسکے اندر کوئی چیز شامل نہیں ہے ۔ ضرور آزمائیے اور فائدہ اٹھائیے ۔ ۔ ۔ چکھ کر [illegible] ہے اور [illegible] کی چیز ہے ۔ جلد ختم ہونے کا اندیشہ ہے ۔ قیمت ایک ڈبہ کا ایک روپیہ ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ۔ [illegible] اور [illegible] ایک روپیہ سے کم نہیں بھیجا جائے گا ۔

ڈی سنتا لال آچار میکر ۔ منیجر رسالہ

اخبار اکمل

بڑی تقطیع پر

یکم جنوری ۱۹۳۵ء سے مشہور اخبار اکمل بجور ہ جدیدہ انتظام کے ساتھ $\frac{۳۰ \times ۲۶}{۲}$ کی تقطیع پر نہایت آب و تاب سے اپنی شاندار روایات لئے ہوئے وقت پر شائع ہوا ہے قیمت دہی چندہ سالانہ ... ۱/ ...

المشتہر

منیجر اکمل بجور ہ ضلع ... [illegible]

دینا ناتھ اینڈ کمپنی

کراچی میں چھاپے کی بڑی آہڑت کی دکان

پنجاب کے ... سندھ کے بیوپاریوں کو خوشخبری ہو کہ دکان کا کام نہایت دیانت داری اور ایمانداری سے کیا جائے گا ۔

ایک دفعہ کام بھیجکر آزما دیکھئے! (منیجر)

جلد ۸ — نمبر ۵

مضامین

مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۳ء

مذکر و تانیث کی کایا پلٹ کے متعلق استفسار

ناظرین ہمدرد یا تمکین کو یہ تو بخوبی معلوم ہی ہے کہ ہمارے وسیع ملک ہندوستان میں بعض الفاظ کہیں تو بہ مذکر استعمال کیے جاتے ہیں اور کہیں بہ تانیث مثلاً لفظ "گندم" کو صوبجات متحدہ میں عموماً مذکر بولتے اور اسی طرح سرعرض تحریر میں لاتے ہیں لیکن یہی لفظ پنجاب میں زنانہ صورت اختیار کرکے یکدم مؤنث ہو جاتا ہے۔ یعنی یہاں اُسکی نسبت یوں کہا جائے گا کہ

"آج کل گندم ممالک غیر کو بکثرت روانہ ہو رہا ہے"

مگر اسکے برعکس صوبہ پنجاب میں بولا جائے گا کہ "اوو دیہ کی روانگی کے سبب گندم گراں ہو گئی"

یہی حال لفظ "خط و کتابت" کا ہے جو اس طرف خالصۃً مؤنث ہے۔ مگر پنجاب میں لوگ اسکی علامت تانیث مٹا کر اسے بالکل مذکر بنا لیتے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

خیر یہ تو اپنے اپنے یہاں کا محاورہ اور بول چال ہے جس سے کسی کو چنداں بحث نہیں۔ لیکن یہ امر دریافت طلب ضرور ہے کہ کیا کوئی واحد مؤنث لفظ جمع کی حالت میں مذکر بھی بن سکتا ہے یا نہیں؟ مثلاً لفظ "خدمت" مؤنث ہے اور اسکی جمع "خدمات" بھی۔ اب "خدمات" کو جمعیت کی بنا پر مؤنث سمجھنا چاہیے یا مذکر؟ کیونکہ خاکسار نے اکثر ذی علم صاحب کو تحریر و تقریر میں اسکا استعمال اس طرح کرتے دیکھا اور سنا ہے کہ

"میرے متعلق جو خدمات تھے انکو میں نے بحسن و خوبی انجام دیکر نبھا دیا"

حالانکہ واحد میں "خدمت" مؤنث ہے مذکر جمع کی بھی ہے۔ یعنی جب انکی جمع "نقول" اور "شکایات" استعمال کی جاتی ہے تو وہ بھی فی الفور تانیث کی ساری اطوار کو خیر باد کہہ کر مذکر کی لنگوٹی باندھ لیتے ہیں۔ جس طرح کہ روزمرہ کی تحریر اور بول چال میں زیادہ تر ان کا استعمال یوں ہی سماعت و مشاہدہ میں آیا کہ "نقول حاصل کر لیے گئے"۔ "شکایات رفع کر لیے گئے"۔ ویسا شاذ و نادر ہی دیکھنے یا سننے میں آیا ہے کہ "نقول مل گئیں"۔ "شکایات رفع ہو گئیں"۔

اب ارباب تحقیق سے بصد نیاز یہ امر دریافت طلب ہے کہ ہر سہ الفاظ متذکرہ بالا جو کہ اصلاً و حقیقۃً مؤنث ہیں انکا جمع کی حالت میں مذکر بنایا جانا کہاں تک صحیح و درست لہذا جائز و مناسب متصور ہو سکتا ہے؟

اُمید ہے کہ کوئی بزرگوار از راہ تفقدات میرے اس شکوک آمیز استفسار کی بابت جلد سے جلد جواب باصواب رقم فرما کر میری تسلی فرمائیں گے اور اپنی نوازش ہائے بے پایاں کے متعلق مجھے شکرگزاری کا موقع عنایت کریں گے۔ زیادہ نیاز

راقم
خیر اندیش تسنیم کوری۔ ضلع فرخ آباد

مسولانا پنچ کی نوٹ بک

آثار و قرائن سے پایا جاتا ہے کہ یا تو کوئی جنگ اس سال نہ ہوگی یا پھر ہوگی تو تمام دنیا میں ہوگی۔ زیڈ کیل صاحب نے جو پیشینگوئی کی ہے وہ جو اخبار میں چھپی ہے اُسکا منشا نجوم کی گردش ہے۔ قمر کی گردش سے گھٹنے گھر لگانے والے سالہا سال سے یہی کہتے چلے آتے ہیں۔

"مال غیر پر تصرف کا عمدہ عنوان"

مسٹر ارتھر ویگل ماہر آثار قدیمہ مصر والی مصر دیل مصر پر مصیبت لائے۔ "توتن خامن" ہے جسکی قبر آج کل کھودی جا رہی ہے اسکا حال کتاب تاریخ دور اوّل میں مذکور ہے۔ مخلص تمیلات پرشید اتھا اور اس نے عمارتوں کا کام غیر ملکی نقاشوں اور دوسروں سے بھرپایا تھا۔

پنچ:- ابھی یہ بھی کہہ دو کہ اسکا مقبرہ بھی شمستانی نقاشوں سے بھر تعمیر کروایا گیا تھا۔ گو ریگی اور غسانی کی اجرت نہیں دی ہوئی تھی۔ ایک پرانی سی پرچہ قبر سے برآمد ہوئی ہے جو عجیب و غریب حروف میں لکھی ہوئی ہے اور صرف میں اُسے پڑھ سکتا ہوں اسمیں بھی صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ ٹمحا حبیس غیر برطانوی مزدور اس کام پر لگائے گئے تھے۔ لہذا یہ خزانہ جو اسکی قبر سے برآمد ہوا ہے والی حضرت دجان بل کا ہے۔ مصریوں کو چاہیے کہ حق بحقدار رسانیدن کے زریں مقولے پر عمل فرمائیں اور خزانہ پر دانت نہ لگائیں۔ اور نہ یہودی اسکو آنکھ اُٹھا کے دیکھیں۔

مرکزی امدادی جماعت کو معلوم ہوا کہ کچھ ہندوستانی اسیر ابھی ترکوں کے قبضہ میں ہیں۔ برطانیہ نے ترکوں سے درخواست کی کہ فوری اسکی تحقیقات فرمائیے۔ ترکوں نے جواب دیا کہ یہ ہندوستانی اشخاص وہ ہیں جنہوں نے برطانوی ملازمت کی زنجیر توڑ ڈالی اور ہمارے مجسوبے میں چلے آئے اب انکا ارادہ ہے کہ وطن مالوف پہنچ جائیں۔ اگر ٹرکی میں کا یہ بیان صحیح ہے تو ان ہندوستانیوں کو خاص نے گھیرا ہے خدا جانے کیوں ہندوستان کی جانب رُخ کرتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آئیں اور پھنسیں۔ چوہدری چوہدرا الا منصف تاج ابھی موجود ہے۔ رسی اور تختوں کی بھی کمی نہیں۔

سوانح فروش مسٹر لائڈ جارج نے بدعہدی کی عادت سے ہر جگہ کام لیا۔ ذہنی سامعری کہا جاتا ہے کہ تھے چلے جن لوگوں سے معاہدہ کیا تھا وہ فسخ ہوتا معلوم ہوتا ہے

وہ کہتے ہیں کہ ترقی کے پیچھے توڑ ڈالو۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بڑے ہو گئے ہیں کہ منصب میں لا سکتے تھے کہ نوکری نہ ہم خود۔ دنیا کا آخر تجربہ

پیرس کو پہنچ گئے۔ وہاں یہاں سے آؤ کوئی نہ کوئی عہدہ مل ہی جائے گا۔ پھر رستے آؤ دانا کیا چال جو کوئی پوچھے تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں؟

کیا معنی کہ تمہاری سوانح عمری کا سب سے زیادہ دلچسپ باب وہ ہوگا جس میں تم نے ہندوستان کے ساتھ مکارانہ غدارت سے کام لیا ہے۔ ہندوستان اپنے بدخواہوں کی پرورش بہت ہی لاڈ سے کرتا ہے۔

اعظم خاں کوکہ: "در حق خلیان گشتہ اے عالی جناب"

ملا دو پیازہ: "این عمل عبث پیشہ خوان امتحان است لیکن بحضور مضائقہ ندارد"

برطانیہ: "مولانا پیچ پیچ مفرا مید در حق بمباری کرد عراق عرب و سرحد ہند می شود"

مولانا پیچ: "کار خراب جرمن و سم پیچکان المان ست اگر آنجا مضائقہ ندارد"

کہتے ہیں کہ جعفر زٹلی مرحوم نے مرتے وقت دو ٹانگیں اونچی کر کے اڑا دی تھیں۔ لاش سوکھ گئی۔ جب دوست احباب تجہیز و تکفین کے لیے آئے تو سینے ڈھیلی ہو چکی تھی۔ سر نیچا کیا تو لاش پاؤں کا ہوا اور پاؤں نیچے کیے تو سر اوپر چڑھا۔ وہ تک یہی تماشا ہوتا رہا۔ وہ زمانہ اب کہاں ہے کہ مرتے مرتے لوگ خوش طبعی احباب کا خیال ملحوظ رکھیں۔ مگر خدا رکھے حکومت ہند کو جس نے پبلک کے جیتے جی سامان دوست نوازی کا بہت کچھ خیال رکھا ہے۔ انتظام کی ہیئت شکل ڈالی۔ اگر صوبہ جات متحدہ کے گورنر سیاسی قیدیوں کو آزاد کر کے سرفراز فرماتے ہیں تو حکومت پنجاب انتظامی جانے کی نسبت ڈالا اڈرن کے تخت کے نیچے دبا دیتی ہے۔ جیسے سر تے ٹانگیں اوپر خلقت کا سب کو دم گھٹی ہے۔

سر ہارکورٹ بٹلر اور سر [illegible] پورٹ کے عہد میں جگمگا اٹھے تھے۔ ان میں سر ولیم مارس جدید گورنر صوبہ جات متحدہ تخفیف مصارف کو جال اور رہائی اسیران سیاسی کا ریشم جلا کے بھرے ہیں۔ تخفیف مصارف کا شکریہ دو دو طرح ادا کر رہے تھے جو دامن شش رعایا کے ہوئے شیر دو کوشش سے سیراب ہوتے رہتے تھے۔ مثلاً گورنمنٹ ہوس ایک سماوی خانہ عام تھا ؎

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

دودھ کی نہریں جاری تھیں سو تا بند ہو گیا رہ گئے اسیران سیاسی۔ انھوں نے بھی رہائی پر کوئی شکریہ ادا نہیں کیا۔ کسی نے کہا کہ تھوڑی سی بیمار باقی تھی جہاں اتنی کٹی تھی وہ بھی کٹ جاتی۔ کسی نے کہا کہ تکلیف اٹھانے کی عادت پڑ چکی ہے جیسے کٹتا گھر ہے ویسے رہے بدیس۔ دو ملی ہیں سر دے چکے سے ؎

چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند

آج قید خانے سے نکلے ہیں کل پھر یہی سر دوسرا سمائے گا سے ؎

مجھے کام رونے سے اکثر ہے ناصح
تو کب تک مرے منہ کو دھوتا رہے گا

خوش ہونے والے کا منہ چڑانا اور خوش نہ ہونا بے خوش۔ ان تدبیروں سے حکومت کی جانب جو بدگمانی تھی وہ رفع نہیں ہو سکتی۔ ہاں ذاتی طور پر سر ولیم مارس کا شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے۔ ! کیا دنیا ہے کسی طرح چین نہیں ؎

"بڑی خواہ کو چپ جب کب بھی چپکے رہے"

لاٹ صاحب فرماتے ہیں "مجھے امن و سکون سے نہایت رغبت ہے" ہم کہتے ہیں کہ یہ کوئی نئی بات نہیں دنیا میں ایسے شامت زدہ بہت کم ہوتے ہوں گے ہوں سے ؎

بس دل شکستہ ایم ز آسودہ خاطری
یارب کہ عاقبت بچے آزار کس مباد

امن و عافیت و آسودگی کی جنس ہر ایک شخص کو مرغوب اور عزیز ہے لیکن یہ خیال کہ صرف اسیران سیاسی کی رہائی اور تخفیف مصارف یا ملی اصلاح کی روشنی خاک متحدہ کا شعلہ مرعوب ہو جائے گا ذری محل تامل ہے کیا معنی کہ تخفیف مصارف کا تجربہ ابھی تک پبلک کے دماغ میں نہیں سمایا۔ ماہ کی حکومت کے خزانہ میں جو تھیلیاں بچ رہیں تو ماما جی؟ اگر ابواب آمدنی حکومت یوں ہی کشادہ رہیں گے مختلف ٹیکس جنگی و عینکا دہیٹی سستانی کے وارث ہی قائم رہیں گے۔ نقصان کے گر پڑے تک پہنچنے میں قدیم اہل مصر کی طرح کریشی کی ہیلی ملے کر نہ پڑیں گی تو امن و سکون کیا اور ہم جا بجا اندیشہ ہے کہ اس کا نتیجہ بالکل الٹا ہو جائے گا۔ حقیقت اصل یہ ہے کہ ہر جگہ [illegible] نقصان پر نکار موجود ہو تو امین کی گردن میں نقصان کا پھندا ڈالیے۔ پھر [illegible] کا قول ہے کہ جب میں نا تجربہ کار تھا تو جتنے بیاہ ہوتے سب گوشت تھے کسی نے شادی کی گئی کا حال پوچھتے نہ کیا۔ اب میں بیاہوں میں شامل ہوں تو بیں بیاہ سے بہرے ہو گئے ہیں [illegible] تر بھی نجاوز سے ڈرتا ہوں سماعت نہیں کرتا۔ ممکن ہے کہ آپ کے پیشرو سر [illegible] اور پورٹ گئے اور انکی اخبار سے پہلے نہ دیکھے ہوں اور ان کے تجربات سے فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ ملا ہمیں شبہ نہیں کہ حالی کی پیشگی [illegible] ہیں تھیلیاں ہیں [illegible] کو دیکھیے جب تک خلا یا [illegible] کا ازالہ نقصان کی گرہ کھلتی ہے تو ہو گی۔ سماعت ذرہ مشکل ہے ؎

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

اگر یہ دو اصلاحیں امن و سکون کے جان بسب فروغ کے منہ میں [illegible] نہ کر سکیں تو [illegible] کی اصلی جڑ اکھاڑنے کی غرض انتظار کا کیا علاج ہے۔

کہا میاں روتے کیوں ہو یہ کیا شکل ہی ایسی ہے۔ الہ آبادی لیڈر کی نسبت بعض جوہد کو شکایت ہے کہ دشمنی اسلام میں نہ اعتبار تعصب بلکہ مقتضائے فطرت وطنیت ہمارے حضرت [illegible] اور کرزن سے پایہ کی کم نہیں رکھتے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہندو تجھے تو ہم [illegible] ہیں۔ دلیل؟! گو کہ زبان ہندوستانی ہے ان کا تمدن ہندوستانی ہے۔ اور سب سے بڑی

بات ہے کہ وہ مسلمانوں کو قوم پرست بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن مسلمان قوم پرست نہیں ہیں کیوں؟ قوم پرست ہوتے تو ترکی اور افغانستان پہنچ جاتے اور ہندوستان سے انکار ہجرت ہی کیوں کرتے لہذا ثابت ہوا کہ وہ سچے ہندوستانی نہیں ہیں۔ اگر یہ منطق صحیح ہے تو ہم کہیں گے کہ لیڈر جی بالا نہیں ہے اسلئے کہ بیرون الہ آباد جو مظالم ہوئے ہیں انہوں نے ان پر آنسو بہائے ہیں۔ الہ آبادی کیا لہ کو ہندوستانی ہی نہیں ہے بلکہ ذرا انگریزی ہے اور شاید مسٹر چنتامنی سچے مدراسی نہیں ہیں اسلئے کہ وہ مدراس کی کوئی خدمت انجام نہیں دیتے بلکہ صوبۂ اودھ کے دست شکستہ وبال گردن بنے ہوئے ہیں۔

خدا رکھے برطانیہ کو ہر موقع پر ہندوستانیوں کا کیا دکھتی ہے جو لیتی نہیں دوران جنگ میں مصری پاشا کے مشورہ پر شریک تحالف ہو جانے والی قسطنطنیہ بنگئے تھے۔ فرزند جگر بند گلستہ دولت عثمانیہ لیجئے شاہ حجاز فرماتے ہیں کہ ہمارا مال ترکوں سے دلوا دو۔ برطانیہ ترکوں سے کہتی ہے کہ حضرت نے داہنے ہاتھ سے وہ خود از ڈھیلا کیجیے اسلئے کہ ہندوستانی والیان ملک اور امرا نے بھی اکثر بیش بہا جواہرات اور قیمتی چیزیں مدینہ میں چڑھائی تھیں۔ جس سے ان ہندوستانی تحائف سے طبعی دلچسپی ہے۔ اگر یہ دعوے مان لیا جائے تو ترک حسن محض کرپان رہ جائینگے کیا معنی کہ کروڑوں کی رقم آج ہندوستانی مسلمان انگورا بھیج رہے ہیں اور قومی حکومت میں صرف ہو رہی ہے۔ ممکن ہے کہ آگے چل کے برطانیہ ترکوں سے فرمائش کرے کہ بائیں ہاتھ سے خلافت اور دہنے خلافت ہمارے حوالے کیجیے کیونکہ ہندوستانی مسلمانوں نے بھی رقم خطیر صرف کیا ہے۔

شاہ حجاز کا ایمان بھی ذرا کچھ برطانیہ میں پہلے کے بہا آیا ہے دیکھیے خلافت کی صورت اُسے بھی مانگتے ہیں یا نہیں۔

ترکوں سے کہا جاتا ہے کہ اپنے قاتلوں کی قبروں کا احترام کرو جو زیلینڈ اور آسٹریلیا کے نہایت مقدس قاتل تم پر بہ شکل کے چھوڑ گئے تھے اگر تم نے انکا احترام کرنے سے انکار کیا تو ہم سمجھیں گے کہ تہذیب کی الف بے بھی تم نے نہیں پڑھی۔ واقعی یہ ترکوں کی نالائقی ہے۔ ایسا نہ ہونا چاہیے۔ ہماری رائے ہے کہ اگر جنرل ڈائر اور مائیکل اوڈوائر نے قیامت کے پورے سمیٹنے کا ارادہ نہ کیا ہو اور وہ قبل از قیام قیامت مر جائیں۔ تو انکی قبر پنجاب میں بجائے لارنس صاحب کے مجسمہ کے بنادی جائے تاکہ اہل پنجاب انکا احترام کریں اور ناک کے بل چلا کرتے انکی زیارت کرتے رہیں ؎

وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا

سال حال لوزین کانفرنس امور طے کرنے سے قاصر رہی ہے۔ وکلائے دول قلفیاں باندھ چلے ہیں۔ پچھلی کا کھانا ہضم ہو اسے تھے۔ خیال ہے کہ عنقریب کسی دوسری سرزمین کو لوزین کانفرنس کا انعقاد عمل میں آئے گا۔ ممکن ہے کہ یہ انعقاد آئندہ خونریزی کے بعد ہو۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ لئیم اور بخیل کی جانب دست سوال بڑھانے والا سوائے اپنے نفس کے اور کسی کو الزام نہیں دے سکتا مگر حکومت ہند اب معمولی اخلاقی نکات سے بھی ناواقف ہے۔ مسٹر پٹیل صاحب وزیر ہند سے اپیل کی تھی کہ حضرت جو کچھ سرکار انگریزی سے ارشاد عنایت ہوا تھا۔ اصلاحات ہاں اس سے نیاز مندوں کا پیٹ نہیں بھرا اب کچھ اور عنایت ہو آپ نے فرمایا کہ ہم تو دس برس تک قناعت کا سبق پڑھایا ہے سابق وزیر ہند نے اصلاحات کی ایک قسط بابت عطا کی گئی کہ ابھی بھی ہضم تک ہوئی ہے یا نہیں۔ بھلا چہ سال کے اندر اس تجربہ کی تکمیل کیونکر ممکن ہے۔ مطلب

ہوا کہ سائیں پھیر یا گو۔ اس خشک جواب پر حرف مانگنے والوں کے آگ لگ گئی اور جلانے کے ملامت کا دوش پاس کر دیا حالانکہ ملامت اپنے نفس کو کرنی چاہیے۔

حکایت

عابدے پیوستہ گزشتہ بے نیازی بسر می برد تنگدستی روزے خود ضعیف و بیوہ طاقت داشت گفت بروگدائی کن ناچار گدائی تن درداد و روزے خود را در چادرے پیچیدہ بر راہے نشست اتفاقاً دزدان طرارے در پیچ آمد و بردہ بود و شحنہ بدو رسید ازمی خود عابد را دزد شمردہ پیش قاضی برد قاضی بریدن دست فرمود بیچارہ دست بریدہ عابد دست دیگر گرفتہ پیش زن رفت۔ زن گفت کہ ایں چیست گفت ایں دستے کہ لبوے غیر خدا دراز شدہ است

برائے یک لب نان در بدر چہ می گردی
تو راہ در گہ حق را مگر نمی دانی

خدا نہ کرے کہ سوال کی بری عادت پڑ جائے۔

گرگٹ مروسے

ہر روز جنرل ڈائر اور لارڈ کرزن کی تعلیم کی تقلید کا نتیجہ تھا کہ ترکوں نے جو نقشہ کہ رہا۔ حضرت آپ اپنی متاع گراں مایہ سنبھالئے گیلی پولی کے گورے مردوں کی ہڈیاں تو ہم سمجھ سنجاب میں لپیٹ کے یہاں سے لیجائیے۔ ہم انکی بزرگ داشت نہیں کر سکتے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب۔ اب جانکے مردے مردے۔ انگریز نے کی شکل مصداق آگئی۔ بھلا کیسے کہ مردوں سے کوئی چھیڑ خانی کرتا ہے سنتے ہیں کہ ان ہڈیوں کا فیصلہ نہ ہوا تو لڑائی ٹھن جائے گی۔ کانفرنس کا ہے کو ہڈی بونگ ہے۔

دلی میں ہڈیوں پر قیصر ہند کلب آف گورنمنٹ کا جلسہ ہوا اور ایک نامہ نگار صاحب لکھتے ہیں کہ بہار کے بعض وکیلوں نے دو تین سال سے قانونی دلچسپیوں میں جو کچھ کمی کی اس کی تلافی کرنے کی کوشش شروع کی ہے۔ ان کو بیرسٹری کی ڈگری

دتی کا اپاچ بند ہم کر دی تھی جس سے ۱۲ پردوں میں تھیٹر ناچ میں بیٹھنے سے بیکار جلی کا مشغلہ پیدا کرنا ضروری تھا۔ انگریزی تعلیم ناچ گانے کو تہذیب اخلاق کے برخلاف سمجھتی ہے منافی اخلاقی کمیل اگرچہ بھانڈ بھگتیوں ڈوم ڈھاڑیوں کے سپے مخصوص ہو گیا ہے پھر بھی بحضور مسنا لقہ ندارد! -

۱۳ ار جنوری کو بڑی دھوم سے "شاہ جہاں" نامی ڈراما کھیلا گیا۔ زنانہ مردانہ مجمع کا اچھا تھا بعض وکلا کی مستورات بھی تماشائیوں میں شامل ہوئی تھیں اور انھوں نے اپنے عزیزوں کا بن کوڑی پیسے [illegible] دیکھیں تو ہے کہ اُن کا خاندو بالا ہو گیا ہو گا۔ اورنگ زیب کا پارٹ جن کا نوبی ایڈیٹر صاحب نے کیا تھا انھوں نے ازراہ [illegible] والی ایک بوتل بھی ہاتھ میں لے لی تھی معلوم نہیں کیوں؟ اورنگ زیب ایک کٹر مسلمان تھا خراب کباب سے [illegible] شاید شیشہ شکستہ کی یادگار کے طور پر یہ بوتل جس کا جزو سمجھی گئی ہو یا مسلمانوں سے اتحاد کا یہ پیمانہ ہو۔ وہ کہاں اورنگ زیب اور کہاں یہ بوتل۔ اورنگ زیب کے حال میں لکھا ہے کہ اس نے ایک مستند خواص عورت کے پاس اپنی کتابت قرآن کی اجرت اس غرض سے رکھوا دی تھی کہ تجہیز و تکفین اس حلال کمائی سے کی جائے مگر امامیہ فرقہ کے نزدیک کتابت قرآن کی اجرت حرام ہے لہذا وصیت کر گیا کہ اس رقم کو خیرات کر دو۔ اسلام کا ایک فرقہ اسکی حالت میں شبہ رکھتا ہے۔

بہر طرح اگر یہ خبر صحیح ہے اور ہمارے رنگیلے قادیانیوں کو یہ مشغلہ پسند آیا ہے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ خوب ناچو ناچو مگر ناچ کر دیں دوسروں کا دل نہ دکھاؤ۔ [illegible] والی خبر [illegible] تھا سے

[illegible] گاتے اور ناچ کے [illegible] راجا کو رجھایا میں نے ممکن ہے کہ [illegible] ناچ [illegible] رجھاتا ہو۔ دل کا حال صاحب دل جانے۔

ہمارے ایک سلطان پوری مضمون نگار صاحب اُردو کی قسمیں یوں گناتے ہیں۔ ۱ و ۲۔ اردوئے معلّٰی و اُردوئے معلّا۔ [illegible] کی زبان ہے [illegible]

۳۔ فرسنگی اُردو یعنے مولویوں کی [illegible] سے بھری ہوئی نمونہ ملاحظہ ہو "بہ تسلیم و تکریم و تجمیل و تفخیم و ترجیہ و تعظیم کر عمدۂ مطالب [illegible] واضح رائے [illegible] ضیائے [illegible] تفسیر [illegible] فضل [illegible] استعمال [illegible]"

۴۔ خود رنگی اُردو یعنی بعض ایڈیٹر صاحبان کی گلکاری۔ نمایندگی (یعنی وکالت)۔ شذرات رنجہ مزاج، سنسنی خیز، [illegible]۔ لب [illegible] سیکریٹری غلط سلط الفاظ اور انگریزی کی آمیزش سے یہ زبان مرکب ہے؟

۵۔ بہ رنگی اُردو۔ بغیر از تحقیق محاورات و زبان محض پینچ کی چال چلنے سے اس اُردو کا بیہودہ [illegible] ہے۔ کوئی گلابی اُردو لکھتا ہے کوئی پیازی۔ - دھانی۔ کاہی۔ شفتالوی۔ کاکریزی۔ اودی زرد۔ زنگاری۔ [illegible] رنگ۔ [illegible] نیلی لاجوردی۔ فاختئی۔ بسنتی۔ گیندئی۔ گلنار۔ غرض رنگ [illegible] بیٹے۔ کچھ ادھر سے اُدھر نے ملایان کتب کے لفظی ترجمہ کا خاکا اور کچھ حاجی بغلول کا تصدق لیٹے۔ کیا نام کہ کی برچار چلیے ظرافت ختم۔ عبارت کی [illegible]

۶۔ فرنگی اُردو۔ اس کا حادثہ نئی زبان سے ناآشنا اطفال مدارس کے حلقوں ہوا اور ہم روز مرہ میں داخل ہو گیا۔ اسی ذیل میں صاحب لوگوں کی اُردو اور خانساماؤں یا مشن کے بنائے ہوئے ہندوستانی صاحب لوگوں کی اُردو بھی شامل ہے۔

۷۔ لنگی اُردو۔ یعنے بازاری [illegible] کی زبان۔ [illegible] اسی قسم کے دوسرے الفاظ سے مرکب [illegible] ہے

وہ دن کی [illegible] تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

۸۔ بے [illegible] اردو۔ [illegible] اور [illegible]

کی زبان انگریزی [illegible]

۹۔ [illegible] اُردو۔ [illegible] زبان [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible]

۱۰۔ [illegible] اُردو۔ حال کے ناول [illegible] ناول نویسوں کی اُردو۔ [illegible] پری چہرہ نازنین کے نخرے اور عاشقوں کی تقریر کی تصویر۔ یہ زبان کوئی بولتا نہیں۔ نہ عورت نہ مرد۔ اسمیں انگریزی طرز گفتگو کی نقل اُتاری گئی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں آسکتا ہوں۔ اگر آپ اپنے [illegible] اور [illegible] دل [illegible] والی اور خوشنمائی سے حرکت کرنے والی زلفوں کو [illegible] تو یقین ہے کہ آپکے عاشق شیدا کا پائجامہ قابل شست و شو ہو جائے!

۱۱ و ۱۲ زیر تجویز ہے پھر بتائینگے۔

التماس

بعض مہربانوں کے نظم و نثر مضامین اس ہفتہ موصول ہوئے مگر افسوس ہے کہ شائع نہ ہوسکے آیندہ دیدہ خواہد شد۔ اس بارے میں گناہ صرف ہمارے ہی سر نہیں ہے بلکہ کچھ مضامین خواہ مخواہ قلم فرسائی کے ذیل میں داخل ہیں نہ کار آمد نہ [illegible] اور کچھ غور و تامل کے محتاج ہیں [illegible] کے [illegible] تو آیندہ نظر کی جائے۔



مہاتما جی: اے یار۔ انگریزوں کی سنگاتی میں تیرا پیٹ تو کبھی نہ بھرے گا۔ کچھ اس بچھڑے کے لیے تو چھوڑ دے۔

پیٹو خان: ابھی تو تری لگائی ہے ٹٹریا باقی ہے۔ انتظار کیجیے۔

چھیپو

(نمبر ۹ ۔ بسلسلہ ۲۰ جنوری سنہ ۳۲ء)

بابل ڈن بھی عجب کنیا راس قصبہ ہے۔ اگر رام
تین عدد تین ہر ایک مرد کے سر منڈھی جائیں تو شاید
پوری پڑے۔ معلوم نہیں کہ قدرت نے یہاں تناسب
کے کس قاعدے سے کیوں تجاوز کیا۔ خصوصاً مجھ غریب
کی خاطر کیوں نہ حور نمائی پریوں کے پردے اور
اندر کے اکھاڑے میں تو دُنیا کی زینت مگر قسّام
ازل نے مجھے جو دل عنایت کیا ہے وہ ہرگز اتنی
برچھیوں سے زخم برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر میں
کلارو ڈ کے قصبہ میں ہوتا جہاں صد نجات کا کام
ہوتا ہے۔ اور جہاں عورت کا نام نہیں تو کیا اچھا
ہوتا۔ اب دیکھیے جدھر جاتا ہوں کھلکھلانے
کی آواز آتی ہے گویا میں کوئی مرغوں کی دھانس
تنباکو کا دھواں ہوں۔ اگر یہ حرافہ گروہ بار بار مجھے
دیکھے تو یقین ہے کہ گلے میں خراش اور پھیپھڑے میں
زخم پڑ جائیں۔ گھوڑی کو دیکھ کے گھوڑا ہنہناتا ہے
مگر یہاں اُلٹی رسم ہے۔

آج پارٹی ہے میں گرام سے نکلا۔ قیاس کہتا کہ حرارت
کا پارہ نناوے میں انتہی درجہ پر ہے۔ معمولی گرمی کا سوٹ
میں نے پہن لیا ہے۔ سفید فلالین کا کوٹ تو بالکل
نیا نہایت نفیس۔ بانات کی سیاہ خوبصورت ٹوپی ترچھی
بندہ سرو شمشاد کے سایہ میں اینڈتا ہوا چلا جاتا ہے
جلسہ کا سامان قریب ہے مکان کا ہے کو، سو وقت
تو کپڑے کا احتراق غائب معلوم ہوتا ہے۔ حسین
در حسین منڈلاں (ہمیں) باہر نکلی ہوئی ہیں۔ میری
نگاہ اگرچہ اس جانب نہیں ہے تاہم مجھے محسوس
ہوتا ہے کہ ہر ایک کماں ابرو اپنی تیر اندازی کا
امتحان مجھ پر کر رہی ہے۔ اللہ توبہ! غضب کی بے شرم
دیدہ دلیر شوخ چشم لڑکیاں ہیں۔ خدایا خیر کرنا۔
خدنگِ نگاہ سے بچنا کارے دارد۔ مجھے معلوم
نہیں کہ تیر ہائے نظر کی کمند میں اُلجھ کے میں خود
مکان کے اندر پہنچ گیا یا سنگ پشت نما مکان
ان قیامت برپا کرنے والیوں کی مسہماری کی بدولت

متحرک ہو کے مجھ تک چلا آیا۔ ہر نفس اب میں حسینوں
کے جھرمٹ میں ہوں جدھر دیکھتا ہوں ایک نہ ایک
حیا سوز شعلہ جوالہ موجود ہے۔ میں نے نیچی نگاہ کر لی
رٹا ہوا سبق یاد کرنے لگا "بی وی کی جونس صاحب
...... عرض ..... بھلا ..... میں ..... آداب .....
بیوہ زادیوں ...... میں پسینہ پونچھتا ہوں"
لاحول ولا قوۃ۔ دیکھا! آخر بھول گیا۔ کہتا کچھ ہوں
منہ سے نکلتا کچھ ہے۔ یا گھبراہٹ۔ یا تلاطم۔ یا بے چینی
یا حواس۔ ایک کرسی پر جس طرح بنا ڈھیر ہو گیا۔
مگر سلسلۂ کلام منقطع کرنا خلاف تہذیب تھا کیا معنی
کہ اس سے بھیپ کا عیب لنگوٹی کھول کے برہنہ
ہوا جاتا تھا۔ مسز جونس اُسود ہے کہ ..... آپ کی
والدہ مرحومہ ..... بخیریت" ارے کیا کہہ رہا ہوں؟
اُن بیچاری کی ہڈیاں تک قبر میں چورا ہو گئی ہوں گی
میری پیدائش کے روز ان بیچاری نے سفرِ آخرت
اختیار کیا تھا یا یوں کہو کہ کفن کی چادر شرم میں منہ
چھپایا تھا۔ میرے چوتڑوں میں کچھ چبھ رہا ہے۔
خدا جانے کیا ہے؟۔ اُوہ۔ شاید کوئی لڑکی کشیدہ
کاڑھتی یہاں آئی تھی سوئی اور اُوہ کرسی پر رکھ
کے بھول گئی لیکن مجھ سے کون کہے۔ لوگ کہیں گے
بڑا بزدل ہے۔ اوں ہوں! یہ بھی کسی کی شرارت
ہے جب میں بیٹھنے لگا تو اس ظالم نے یہ کارروائی
کی۔ استغفراللہ یہ بھی کوئی دل لگی ہے؟ نہیں ہرگز
نہیں۔ اُوہ۔ اُوہ۔ میری دبی ہوئی سسکیاں جب
کسی نے سنی ہوں گی وہ سمجھتا ہو گا کہ مسٹر لائڈ جارج
وزیر مستعفی انگلستان کی روح مجھ میں سما گئی ہے۔
ان بیچارے کو بھی بیبی صاحبان حیا نے طعن و
تشنیع کے زہریلے دھوئیں کی کوٹھری میں بند کیا تھا
تو غالباً یہیں ہی ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہوں گے۔
یا میں حیدرآباد دکن میں ہوں مرچیں کھائی ہیں ہو ہو
کر رہا ہوں۔ سوئی اپنا کام کر رہی ہے کسمسا کسمسا
کے رہ جاتا ہوں ایک رنگ آتا ہے ایک جاتا ہے
مصیبت کسی کی بھی ہو ہنسنے کے قابل نہیں۔ مگر یہ لڑکیاں
کھل کھل ہنس رہی ہیں میں نے اپنے پہلو کی طرف
متجسسانہ نظر ڈالی کہ شاید آگے سے بھید اُدھر کھلے

اور یہ بے شرم لڑکیاں اسی بات پر خندہ زن ہوں۔
شکر ہے کہ یہ بات نہیں۔ میں نے بھی ہم رنگ جماعت
ہونے کی غرض سے زبردستی دونوں ہونٹوں کے
باہر نکالا بعض حرکات لبوں نے میں بھی منہ کا ہی
انداز ہو جاتا ہے۔ اُوہ۔ اُوہ۔ مزے! دوسرے
کمرے میں "سیلی براؤن" کے لیے رومال کا گوٹ کا پھندنا
بنا رہا تھا سو رونہ از راہ بے تکلفی کچھ نہ کچھ چھیڑتا۔
اللہ نے خیر کی۔ نامعقول "فرڈی" سے میں جلتا ہوں
وہ بھی مجھے حسد کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اُف!
کیا قہر کی سوئی ہے۔ کمبخت کو یہ بھی خیال نہیں کہ
بعض عضو ویسے بھی رکھے جاتے ہیں کو بے چہرہ
ان میں ایسی چیزیں ہیں کہ یہ کسی کے سامنے کھولے
نہیں جاتے نہ کسی کو یہ حق ہے کہ ان پر دست اندازی
کرے۔ سوئی ایک بے جان شے ہے مگر ان بے شرم
لڑکیوں کی ملکیت ہے اسی وجہ سے اس کی غیرت
بھی اُڑ گئی۔ اُف! میں خیال کرتا ہوں کہ فتح
کا سہرا میرے ہی سر کے لیے تیار ہوا ہے۔ اگر اس کو
خدا نے آنکھیں دی ہیں تو دیکھے کہ ہوتے بھی
ایک قیامت مجسم۔ برق خاطف۔ نہایت توجہ سے
مجھے دیکھ رہی ہے۔ اور میں اُدھر نگاہ غلط بھی نہیں
کرتا۔ مہذب ملکوں میں حسینوں سے بے پروائی عیب
ہے لہذا مجھے کچھ نہ کچھ توجہ کرنی چاہیے۔ مگر سوئی!
اُوہ" اے ہمت مردانہ المدد" "مس ایمتھی" جوان
کا مہینہ بھی کیا پُر بہار مہینہ ہوتا ہے۔ ہا ہا! غالباً
آپ بھی پسند کرتی ہوں گی۔ رس بھریاں سیب
بیروت شش شکر قند اُوہ"
مس ایمتھی "خیر باشد؟"
میں "جی ہاں ..... درد زہ ہے مگر اب اچھا ہوں"
مس "واقعی یہ درد بھی بہت بُرا ہوتا ہے خدا بچائے
مگر شاید آپ میرے کاڑھنے کی سوئی پر رونق افروز
ہیں اور وہ آپ کے ساتھ بے تکلفی کر رہی ہے اگر
آپ زحمت فرمائیں تو میں اپنا کشیدہ اور سوئی
نکال لوں میں چاہتی تھی کہ چائے نوشی شروع
ہونے سے قبل کاڑھنے کا کام ختم کر دوں"
شکر ہے کہ مجھے اٹھنا پڑا۔ اور امتحان صبر سے

کامیاب ہو گیا۔ میں نے اٹھتے ہی اس نامراد سوئی کو کھینچا۔ رومال میں عجیب و غریب شکنیں پڑ گئی تھیں گویا وہ اس حسین عورت کی چین ابرو کی تصویر کھینچ رہا تھا لیکن جب میں نے رومال پیش کیا تو ٹھٹھا مار کے ہنسی اسی اثنا میں کمبخت "فرڈ" نازل ہوا۔

فرڈ: "ما جان فلنٹ۔ یہ تمہاری صورت پر پھٹکار کیوں برس رہی ہے آنکھوں میں آنسو کیوں اُمڈ آئے ہوئے ہیں۔ کیا مرچیں کھائی ہیں؟"

بل بھی وارد ہوئی۔ اف وہ اس ظالم کی ہیبت دیکھنے کے قابل تھی میرا دیا ہوا تحفہ جوبن کو دو بالا کر رہا تھا۔

بل: "مسٹر فلنٹ چائے پی لو"

فرڈ: "بل تم نے غضب کر دیا اس وقت مس آمنہ میں اور ہمارے دوست میں بڑے مزے کی باتیں ہو رہی تھیں۔ واللہ! اس سوئی نے بھی عجب شوخی کی کہ کمبخت نے میرے دوست کے چہرے کو خانۂ زنبور بنا دیا۔ مگر مسٹر فلنٹ ہے بہادر آدمی۔"

بل: "بڑی کھلبلی مچی اس وقت کچھ ہوتا تو تصدق کر دیتی۔ اللہ کرے اب کوئی نئی مصیبت نہ آئے"

میں: "ابھی یہ شخص تو مجھ سے جلتا ہے۔ تم اس کی باتوں میں نہ آؤ"

بل: "خیر آئیے میرے ساتھ۔ میں ایک تاکی طرح آپ کی ناک رکھ لوں گی۔ سلامتی سے ابھی تک آپ کے منہ سے درد کی بو آتی ہے۔ تو یہ کوئی نیا بھولا نادان ہوئے"

کوئی شبہ نہیں کہ اگر اس خوان پر الوان پر صرف بل ہوتی تو لطف سے وقت کٹتا مگر سامنے دو شیطان مورتی بیٹھے ہوئے تھے جن میں سے ایک فرڈ صاحب تھے اور دوسرے مسٹر آمنہ۔

یا خدا! کیا یہ ضروری بات ہے کہ آفتاب کا پنڈ سایہ نہ چھوڑے دن کی دُم میں رات بندھی رہے۔ عشق کے ساتھ رقابت بھی ہر گل کی لنگوٹی میں خار چھپا کرے۔ حال کی سائنس بعیرت پرست کے وجود سے انکار کرتی ہو لیکن شاید فلسفہ کو لغت و صراحت کا طیران ان فلسفیوں پر نہیں ہوا یا افلاطون نے علم الدنیا کی کسوٹی پر اس متلاشئ عشق کسی

غصہ ور کسی بندۂ ظلم کسی غرض پرست کسی دشمن کے کچے کسی شرمیلے نوجوان کو نہیں کہ سادہ دل بہ ایک کیفیت کا غلبہ ہو جانا کوئی بات نہیں تعجب کے سامنے زبان نہ کھلنا یا نفرت و تعجب کے باعث گفتگو میں دلچسپی نہ لینا یا شرم سے مغلوب ہو جانا کوئی عیب امر نہیں جن کا سایہ آسیب کا عمل خبیث روح کا قبضہ یا محض نحوست کا نام ہے۔

میں بھی شرم پرندوں کے جھپٹے میں ہوں جو آج نہیں ازل سے اس کے انتقام کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ لیکن کس نیت سے اس نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ تاکہ ذکر دشنائی اور ہیکڑی جتانا کاہل مگر طبیعت اس کا آنا ہوئی جاتی ہے۔ پھیپھڑے کے دبے نکلے نہیں بیٹھے جان کھائے جاتے ہیں دو چار دن گئے یا کافی زہر مار کرو گے۔" یہ ایک مشکل عجب معمہ تھا جس کا حل میرے جواب پر موقوف۔ بھلا وہ میزبان ہی کیا جو مہمان کی طبیعت نہ پہچانے۔

آخر میں نے یہ سوال پیدا ہل۔ ہل ہل وہ دوں گردی۔ اور میزبان نے پھر اسی سوال کو دہرایا: "ابو بیٹے صاحب آپ کے لیے چائے حاضر کی جائے یا کافی"

میں بھلا آگیا اگر چہ مرضی بھی شرم کے آنچل میں منہ چھپائے رہی۔

میزبان: "مجھے امید ہے کہ آپ جلد فیصلہ کریں گے"

میں: "جی۔ جی۔ اگر آپ پسند فرمائیں"

میزبان: "لیجئے کیا لاؤں"

میں: "معافی"

میزبان: "دودھ دیجئے گا؟"

میں: "کیا عرض کروں کافی ہے"

میزبان: "اچھا کافی کے ساتھ شکر؟"

میں: "ادوں"

میزبان: "دونوں چیزیں حاضر کروں؟"

میں: "کافی۔ صرف۔ عنایت"

بیچاری مسنر جونس بھی دیتی رہیں۔ مگر یہ تو کافی پیالی میرے ہاتھ میں اور حلق میں انگوروں کی بجائے میرے جوش کی گرمی سے وہ گئی تھا

میں ثابت کرنا چاہتا تھا کہ بضد میں یہ عجب جنس یا شرم بیچارے مغلوب نہیں ہوا صحن میں منہ بھر کے ایک بڑا گھونٹ اس آتش سیال کا پیا۔ حلق اور سینہ کا جو حال ہوا اسکا کوئی خیال نہیں لیکن ناخدائی فرد سے وہ آنسو پوشیدہ رہ سکے جو اس تکلیف سے آنکھوں سے چھلک ئے۔

فرڈ: "ہی اس خوشی کے موقع پر تو شور نہ مچاؤ مانا کہ فراق میں سب کا یہی حال ہوتا ہے مگر ہر نکتہ مقامے دارد"

آخر کیوں بسورتے ہو۔ اماں کی صورت یاد آ گئی یا دادا کی جدائی شاق ہے کچھ منہ سے پھوٹو۔ ہم سمجھ رہا ہی قسمت کو روتے ہو جسمیں تلخ کافی کے سوا کچھ نہیں لکھا ہے۔ واہ کیا بڑا سا گھونٹ پیا ہے کہ آدمی پیالی نادار ہو گئی"

در حقیقت ایک فلسفی اس گتھی کو نہیں سلجھا سکتا کہ میرے موافق مزاج کس قسم کا جمع ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اس نکتہ تک پہنچ جائے کہ میرے لیے صرف تنہائی مناسب ہے تو یقیناً معاملہ فہمی کا سرٹیفکیٹ اُسے حاصل ہو سکتا ہے مگر اس کا تو یہ قول ہے کہ انسان مدنی الطبع ہے بات ترے مدنی الطبع کی دُم میں طبی ہوئی کافی کا گھونٹ دیکھا بہت میں اس تمدن کی شرم میں کس عذاب کو برداشت کر رہا ہوں۔ میزبان: تعجب عقل میزبان کی زبان میزبت بار بار تکرار تی ہے سوالات کی بوچھار ہے اپنی مرضی کا اظہار میرے اختیار میں نہیں جوش مجھے مہلت نہیں دیتا جو بات منہ سے نکلتی ہے مرغوب ہے اسکی طرف دیکھ کے خاموش ہو جاتا ہوں۔ میری عجب حالت تھی کبھی پھول دے ہوئے جوڑے کی گلیلی چولیاں چباتا ہوں کبھی دستر خوان پر گرے ہوئے ریزے نقل کرتا ہوں۔ میری کوشش ہر بار یہ ہوتی ہے کہ تھمنا جانے کی بیجائی لوگوں پر ظاہر ہونے پائے مگر ہوں ثابت ہوں اب تا کی سوئی کی طرح میرے ہاتھوں کی تاریخ میں میرا خیال کا خاتمہ ہوئے کے سلسلہ میں ململ کی مسند پر اکر شکست کے تیر کو سے کی طرح خالی واپس آیا۔

(باقی آئندہ)

یہ موقع ہاتھ سے نہ دیجیے

اگر آپ حسن فصاحت اور لطف تغزل کے قدرداں ہیں اگر آپ کو بندش کی چستی اور زبان کی صفائی پسند ہے اگر آپ جذبات نگاری اور معاملہ بندی کے شائق ہیں تو ان تمام خوبیوں کو ایک جگہ دیکھنے کے لیے دیوان قمر موسوم بہ مصور جذبات ضرور دیکھیے

پاکٹ سائز خوشنما جلد عمدہ لکھائی چھپائی کے باوجود قیمت فی نسخہ مجلد عمر علاوہ محصولڈاک

منیجر بزم سخن بدایوں محلہ سید باڑہ سے طلب کیجیے

غریبوں کا آسرا

[illegible]

ملنے کا پتہ: [illegible]

معجون مقوی ممسک

[illegible]

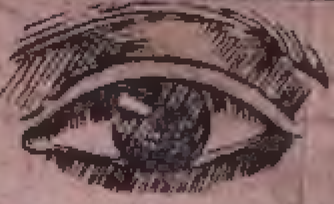
منیجر امرت یونانی دواخانہ [illegible]

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات سنہ ... کی چند ہی جلدیں موجود ہیں جن کی ضرورت ہو فوراً جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ... مع محصولڈاک

(۲) نمبر ۱ ان نمبروں میں انشاپردازی کی بہترین نمونہ موجود ہیں ظرافت کے مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عمر علاوہ محصولڈاک

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ



ہندوستان کی سب سے نامور مشہور ... قدر مشہور دوا

سرمہ اکسیر چشم

ناظرین!

اگر آپ اپنی آنکھوں کو ستاروں کی مانند روشن کرنا چاہتے ہیں؟

اگر آپ دنیا کی سیر سے زندگی کا لطف اٹھانا چاہتے ہیں

اگر آپ اپنی بینائی ہمیشہ کے لیے قائم رکھنا چاہتے ہیں

اگر آپ ... زیادہ دیر تک لکھنے پڑھنے کا کام کرنا چاہتے ہیں

اگر آپ اپنی آنکھوں کو تمام امراض سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔

تو

صرف سرمہ اکسیر چشم استعمال کیجیے

کیونکہ

سرمہ اکسیر چشم ... کا کام ...

- نظر تیز ... جلد ... ہے
- ... دھند جالا پھولا ... کو ...
- ... عینک کی عادت کو چھڑا دیتا ہے
- ... ہے

شائقین ... کے لیے

... جو ... مشہور ...

... جوہر مراد ...

...

...

نیز دواخانہ کی ایک نہایت ... کتاب عروس زندگی ...

... مضامین کا مجموعہ ... طلب فرمائیے +

ملنے کا پتہ

منیجر دواخانہ فیض طب حکیم راج نرائن دہلی

دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

حلوا [illegible]

[illegible]

قیمت فی بکس ۲۰ خوراک [illegible]

ہار الحجم عنبری و آتشہ خاص الخاص

[illegible]

طلائے [illegible]

[illegible]

بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے ۔

فی شیشی [illegible]

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس ۴۰ [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

ہر بیماری کا علاج خود کر لو

[illegible]

شرائط ایجنسی

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سدہا سندھو

بال اُگانے کی دوا

[illegible]

ملنے کا پتہ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا

نرخنامہ اشتہارات اخبار اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]

ناظر — منیجر

[illegible] المطابع پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر طبع ہو کر شائع ہوا۔